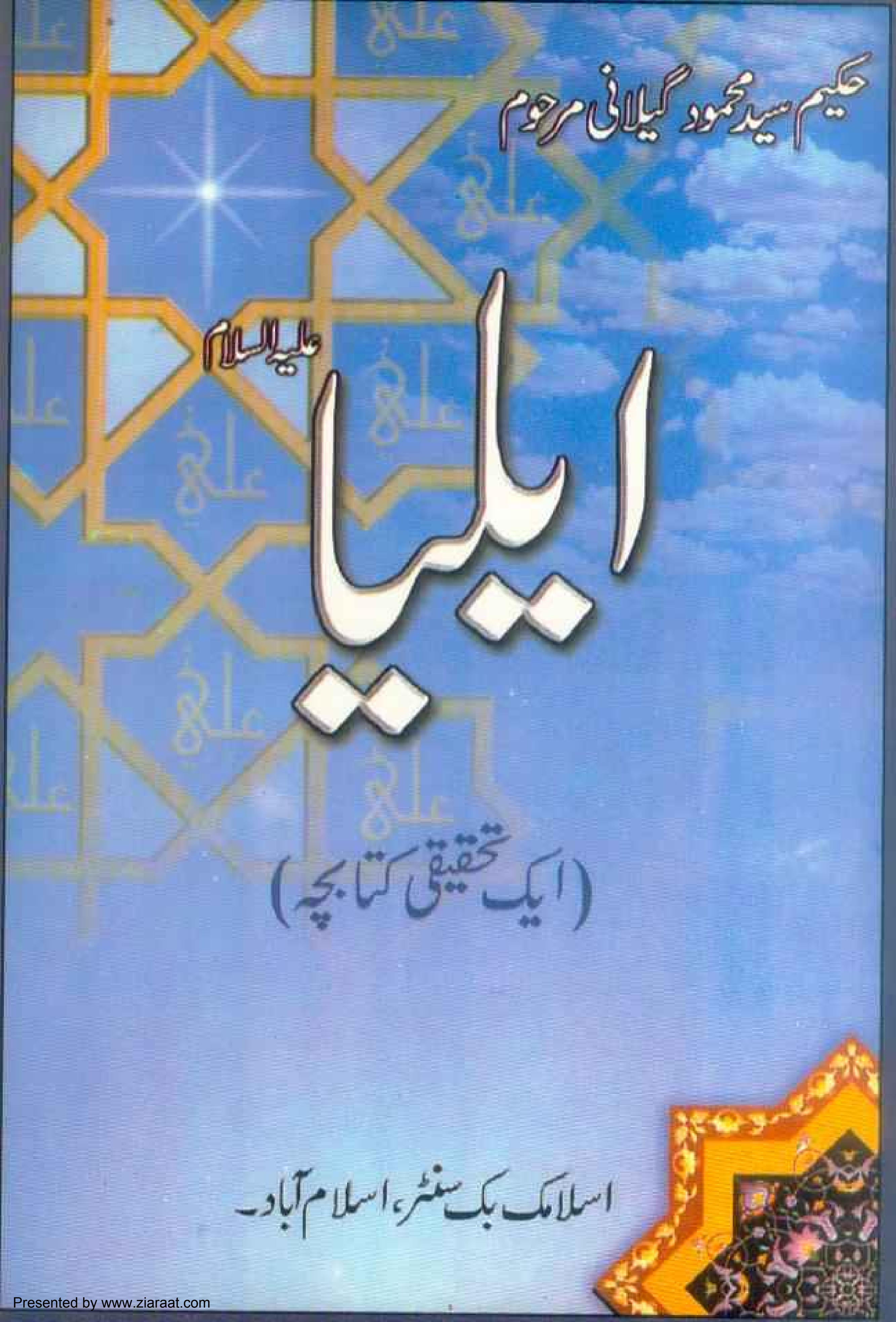


حکیم سید محمود گیلانی مرحوم
ایلیا
علیہ السلام
(ایک تحقیقی کتابچہ)
اسلامک بک سنٹر، اسلام آباد۔



ایلیاؑ

ادیانِ عالم کا مرکزِ نجات

از

محقق و حکیم سید محمود گیلانی (سابق اہل حدیث)

اسلامک بک سینٹر

362-C گلی نمبر 12 سیکٹر G-6/2 اسلام آباد

فون: 051-2870105

کیا مہابھارت میں کرشن جی نے بھی علیؑ علیؑ پکارا تھا؟ اور گوتم بدھ کو بھی امیر المومنینؑ ہی نے درسِ توحید دیا تھا؟ کیا حضرت نوحؑ نے اپنی کشتی میں امن وحفاظت کے لئے پنجتنؑ پاک کے اسمائے مقدسہ کی تختی لگائی تھی؟ اور داؤد وسلیمان (علیہما السلام) نے بھی پنجتن پاکؑ کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں؟

نام کتاب	ایلیا
مؤلف	حکیم سید محمود گیلانی
تعداد	ایک ہزار
اشاعت چہارم	ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ، جون ۲۰۰۵ء
ناشر	اسلامک بک سنٹر، اسلام آباد (سید عمار رضا کاظمی)
ہدیہ	۲۰ روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلے اسے پڑھیئے

رسالہ ہذا میں جناب محقق لاثانی حضرت سید محمود گیلانی سیالکوٹ کے عظیم تحقیقاتی ذخیرہ کا ایک چھوٹا سا جزو پیش کیا گیا ہے جسے پڑھنے کے بعد یقیناً طالبان حق اور جملہ ذی علم طبقہ کی آنکھیں کھل جائینگی۔

کوئی بات کہہ دینی تو آسان ہے مگر واقعات کی کڑیاں ملانے اور تحقیقات سے انھیں سو فیصد درست ثابت کرنا بہت بڑا کمال ہے۔ اس لئے حکیم صاحب موصوف نے یہ عظیم تحقیقات پیش کر کے نہ صرف اہل اسلام کو بلکہ جملہ ادیان کے پیروکاران کو ایک بہت بڑی الجھن سے نکال کر اتمام حجت فرما دیا ہے۔ کوئی بہت ہی بدقسمت ہوگا جو ان واقعات کے پڑھنے کے بعد شاہراہِ نجات پر گامزن نہ ہو سکے۔

اسلام میں خمسۂ مقدسہ یعنی محمد، علی و فاطمہ و حسن و حسین (علیہم الصلوٰۃ و السلام) بعد از خدا سب سے بلند ہیں حکیم صاحب مدظلہ کی تحقیقات کے مطالعہ سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے کہ کوروں پانڈوں کی عظیم جنگ یعنی مہا بھارت کے میدان میں کرشن جی نے علی علی پکارا تھا اور انہی کا واسطہ دیکر جنگ میں اللہ تعالیٰ سے

کامیابی کی دعا مانگی تھی۔ رام چندر جی نے بھی امیر المومنینؑ ہی کی آمد کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ حضرت نوحؑ نے اپنی مشہور عالم کشتی کی طوفان ومصیبت میں نجات کے لئے اللہ تعالیٰ و پنجتنؑ پاک ہی کے اسمائے مبارکہ کی تختی لگائی تھی جو اب تک موجود ہے۔ حضرت داؤد و سلیمان (علیہما السلام) بھی اپنی دعاؤں کے لئے پنجتنؑ پاک بالخصوص امیر لمومنینؑ ہی کو وسیلہ بناتے رہے۔ گوتم بدھ جو کہ اپنے وقت میں ایشیا کے نجات دہندہ تصور کئے جاتے ہیں انھوں نے بھی اپنی مشکلات کے لئے امیر المومنین کو ہی اپنی مدد کے لئے پکارا اور خدا تعالیٰ کے اس نور نے ہی گوتم کو درسِ توحید باری تعالیٰ دیا۔ آپ حکیم صاحب کی عظیم تحقیقات کا یہ جزو پڑھیں گے تو آپ پر یہ تمام امور منکشف ہو جائیں گے۔

بلاشبہ حکیم صاحب نے دوسروں کو تو نجات کا راستہ دکھایا ہی ہے۔ خود اپنے آپ کو بھی دربار باری تعالیٰ سے عظیم انعامات کا مستحق بنا لیا ہے۔ ان انعامات کی ابتداء دنیا ہی سے شروع ہو گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو راہ ہدایت سے ہمکنار کر دیا۔ حکیم صاحب متواتر ۳۲ سال تک مسلک اہل حدیث پر گامزن رہے اور متعدد اہل حدیث اخبارات کے ایڈیٹر اور اہل حدیث کی اکثر کتب کے مصنف و مولف ہیں۔ چونکہ خود نیک نیتی سے جویائے حق تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حقیقت سے آگاہ فرمایا خدا انھیں برکت واستقامت بخشے۔ اور قارئینِ رسالہ ہٰذا کو شاہراہِ حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین..... ثم آمین

☆☆☆☆☆

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

ایلیا...ادیانِ عالم کا مرکز نجات

جناب حکیم سید سرفراز حسین صاحب مرحوم نے اپنے مخصوص علمی مقالہ زیر عنوان ''ایلیاً۔علیؑ کا لقب'' مندرجہ ''معارف اسلام'' علیؑ وفاطمہؑ نمبر بابت ماہ دسمبر ۱۹۶۱ میں جس تحقیق و کاوش کا اظہار فرمایا ہے قابلِ داد و قابلِ تحسین ہے۔ دورِ حاضر میں اس قسم کے تحقیقاتی مقالات کی اشد ضرورت ہے۔ اور اس قسم کے انکشافات جدیدہ ایمان وایقان کے استحکام کا باعث ہوتے ہیں۔

حکیم صاحب ممدوح کا مقالہ مذکور کسی مزید شرح یا انتقاد کا محتاج نہیں جبکہ خود بعض مسیحی لیڈر اور عیسائی پادری و مشنری ایلیا کو علیؑ یا آخری زمانے کی کوئی معزز ترین ہستی تسلیم کرتے ہیں چنانچہ نصف صدی سے زائد مدت گزری کہ سینٹ پال چرچ (لندن) کے ایک نامور پادری مسٹر جے۔بی گلیڈون نے اپنی تصنیف موسومہ۔

A Note book on old and new testaments of Bible.

میں لکھا ہے:

" In the language of oldest and present Habrew the word Allia or Aillee is not in meanings of God or Allah, but this word is

showing that in the next and last time of this world any one will be-come nominatied Allia or Aillee.(۱)

پرانے زمانے اور موجودہ زمانے کی عبرانی زبان میں لفظ ایلیا یا ایلی، خدا یا اللہ کے معنوں میں استعمال نہیں کیا جاتا۔ بلکہ مذکورہ لفظ تو یہ ظاہر کرتا ہے کہ کسی آئندہ یا آخری زمانے میں کوئی ایسی ہستی آنے والی ہے جس کا نام ایلیا یا ایلی ہوگا۔

ایک مسیحی مشنری کی زبان سے ایلیا یا ایلی کے اسم مبارک کی اس سے زیادہ اور کیا وضاحت و صراحت ہوسکتی ہے جو صاف طور پر اقرار کر رہا ہے کہ ایلیا یا ایلی نہ خدا ہے، نہ اللہ، نہ الیاس، نہ یوحنا، نہ مسیح بلکہ وہ جس کا ظہور مسیح وغیرہ کے بعد ہوگا۔ اس تشریح وتصریح کی موجودگی میں بھی اگر مسیحی صاحبان حضرت علیؑ کے وجود مسعود کو اور ان کی فضیلت وعظمت کو تسلیم نہ کریں تو اس میں لفظ ایلی کا قصور نہیں۔ ان کی عقل کا فتور ہے۔ فبای حدیث بعدہ یومنون

علاوہ بریں غور وتفحص کے میدان میں راہوارِ تحقیق کو جولاں کیا جائے تو اس سرِ مکتوم کو آشکار ہوتے دیر نہ لگے گی کہ معروف ادیان ومذاہب اور ان کے اکابر کا مرکز امید اور نقطہ نجات کسی نہ کسی عنوان ''ایلیا'' یا ''ایلی'' ہی رہا ہے۔ اور وہ ہر مصیبت وابتلا اور ہر رنج وبلا میں خلاصی حاصل کرنے کے لئے جناب امیرؑ کا سہارا لیتے اور حضورؑ سے فریاد کرتے رہے ہیں۔ باور نہ ہو تو آیئے چند نمونے ملاحظہ فرمایئے:

---

(۱) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوا ے نوٹ بک آن اولڈ اینڈ نیو ٹیسٹامنٹس آف بائبل جلد اول صفحہ ۲۲۷، ۲۲۸ مطبوعہ ولیم اے ہالرڈ پریس انگلستان ۱۹۰۸ء

پانڈوں اور کوروں کی مشہور جنگ میں جب شری کرشن جی مہاراج کور کیشتر کے میدان میں تشریف لاتے ہیں تو انھیں معلوم ہوتا ہے سچائی کے طلبگار تو محض مٹھی بھر ہیں۔ مگر پرستاران باطل کے ٹڈی دل لشکروں سے زمیں اٹی پڑی ہے۔ کرشن جی مہاراج اپنے سرفروشوں کو ضروری ایدیش دینے کے بعد تخلیہ میں جاتے ہیں اور اپنے مالک حقیقی کے سامنے زمین بوس ہو کر دعا مانگتے ہیں:

ہے پرمیشور! سنسار پرم آتما! تجھے اپنی ذات کی قسم جو آکاش اور دھرتی کا جنم کارن ہے اور اس کی قسم جو تیرے پیارے کا پیارا، تیرے پریتم کا پریتم ہے۔ تجھے اس کا واسطہ جو اہلی ([illegible]) ہے جو سنسار کے سب سے بڑے مندر میں کالے پتھر کے قریب اپنا چمتکار دکھلائے گا۔ تو میری بنتی سن اور جھوٹے راکشوں کو نشٹ کر اور سچوں کو فتح دے۔ اے ایشور۔ ایلا، ایلا، ایلا۔ (۱)

کرشن جی کے ان دعائیہ فقروں کے ایک ایک لفظ پر غور کیجئے کہ وہ کس خوش اسلوبی و کس وضاحت اور کس بکا و تضرع سے آکاش اور دھرتی کے جنم کارن یعنی باعث تکوین ارض و سماء مورد لولاك لما خلقت الافلاك کو پکار رہے ہیں۔ پھر زینت ارض و سماء کے پیارے کے پیارے (محبوب رسولؐ) اور اس کے پریتم کے پریتم (حبیب نبی محترمؐ) کی قسم دے رہے ہیں۔ اس کے بعد اس کا نام بھی پکارتے ہیں۔ "آہلی" یہ سنسکرت کا قدیم لفظ ہے جو عربی کے علی یا عالی کے ہم پلہ ہے مگر کرشن جی مذکورہ اسم گرامی کی خود ہی تشریح فرما دیتے ہیں کہ وہ سنسار کے سب سے بڑے مندر

---

(۱) رسالہ کرشن بنتی مولفہ پنڈت رام دھن صفحہ ۲۷۔ شائع کردہ ساگری پستکالیہ دہلی مطبوعہ ۱۹۳۱ء

یعنی دنیا کے قبلہ وکعبہ حرم محترم میں کالے پتھر (حجر اسود) کے نزدیک اپنا چمتکار (جلوہ یا معجزہ) دکھائے گا۔ آخر میں انھوں نے تین مرتبہ ''ایلا۔ ایلا۔ ایلا۔'' کہا ہے۔

اب محل نظر یہ بات ہے کہ ''ایلا'' کون ہے؟ اس کے معنی ہم سے نہیں بلکہ ایک ودیارتھی پنڈت ہی سے سن لیجئے:

پراچین سے کی پرانی زبانوں میں ایک سنسکرت ہے۔ جس کا یہ دعویٰ ہے وہ سب سے پرانی بولی ہے۔ اس میں کوئی کوئی شاکھیا ایسے بھی ہیں جو آج کل عام لکھنے پڑھنے اور بولنے میں آتے ہیں۔ اسی طرح کا ایک نام ہے ''ایلا'' اس کا مطلب ہے بڑے ہی اونچے درجے والا۔ اور آہل یا آہلی یا آلی بھی اسی سے نکلا ہے۔ جیسا کہ عربی زبان میں کہتے ہیں۔ اعلیٰ۔ عالی۔ علی۔ تعالی وغیرہ۔ پراچین ویدوں میں ایسے بہت سے لفظ ملتے ہیں جن کو پڑھنے والے شبہ کر سکتے ہیں کہ وہ عربی کے بگڑے ہوئے یا سنسکرت سے عربی میں چلے گئے۔ (۱)

لفظ ''ایلا'' کی مندرجہ بالا تصریح سے ثابت ہوا کہ کرشن جی کا اپنی دعایہ فریاد میں آہلی یا ایلا کہنا حضرت علیؑ سے مدد کی درخواست کرنا تھا۔ اسی لئے انھوں نے بار بار آپ کا اسم مبارک ورد زبان کیا ہے۔ اگر نہیں تو اہل ہنود عالمان سنسکرت بتائیں کہ آہلی یا ایلا کے کیا معنی ہیں اور سنسار کے سب سے بڑے مندر کا کالا پتھر کہاں ہے اور اس میں کس آہلی یا ایلا نے اپنا چمتکار دکھایا ہے۔

---

(۱) کتاب ناگر ساگر۔ مولفہ پنڈت کرشن گوپال مطبوعہ سمپورن پریس آگرہ۔ شائع کردہ نارائن بک ڈپو آگرہ ۱۹۱۷ء صفحہ ۱۳۱۱ ایڈیشن دوم

؎ صلائے عام ہے یارانِ نقطہ داں کے لئے

حضرت داؤد علیہ السلام کے صحیفہ زبور کی چند سطور جو قدیم عبرانی (۱) میں مذکور ہیں۔ ملاحظہ کیجئے۔

"امطعنی ثیل قشوقینم قث پاھینواتی وز ایلی مشازہ اسطع ملغ شلواشماکت پزاغان ھمیقنہ حلئوقث حلداو کر توہ شیھو پلت اتی تاہ بو ئاہ حزیماہ° دث حین کمطاہ بنہ اشود کلبأمہ کاذو قثوتی قتم عنلوبریما بغریثم قل حللہ ملغ حاہوشنی پم مغلبنم عت حعثربون"۔

اس ذات گرامی کی اطاعت کرنا واجب ہے جس کا نام ایلی ہے اس کی فرمانبرداری سے ہی دین و دنیا کے سب کام بنتے ہیں۔ اس گراں قدر ہستی کو حدار (یا حیدر) بھی کہتے ہیں۔ جو بیکسوں کا سہارا، شیر ببر، بہت قوت والا اور کعابا (کعبہ) میں پیدا ہونیوالا ہے۔ اس کا دامن پکڑنا اور اس کی فرمانبرداری میں ایک غلام کی طرح رہنا ہر شخص پر فرض ہے۔ سن لو جس کے کان ہوں، سمجھ لو جس کا دماغ ہو، سوچ لو جس کا دل ہو کہ وقت گزر گیا تو پھر ہاتھ نہ آئے گا اور میری جان میرے جسم کا تو ایک وہی سہارا ہے۔

(۱) موجودہ محرف وانا جیل کے عتیق و جدید عہد ناموں میں جس صفائی سے ترمیم و تنسیخ کی گئی ہے وہ اہل علم سے ڈھکی چھپی نہیں نہ صرف الفاظ و فقرات بلکہ پوری کی پوری عبارتیں یا تو توڑ موڑ کر لکھی گئی ہیں یا بالکل ہی اڑا دی گئی ہیں۔ جن عبارتوں میں جناب رسالتمآبؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ کا تذکرہ کسی نہ کسی رنگ میں آتا ہے ان کا خصوصیت سے صفایا کر دیا گیا ہے۔ زبور کی مذکورہ عبارت اس قدیم نسخہ سے ماخوذ ہے جو اس وقت قلمی صورت میں پادری اہزان الدمشقی کے قبضہ میں ہے۔ مفتی مصر کا بیان ہے کہ انہوں نے یہ نسخہ دیکھا ہے اور اگر اس کو منظر عام پر لایا جائے تو مسیحیت کی عمارت مسمار ہو جاتی ہے (دیکھو رسالہ الحرم قاہرہ ذیقعدہ ۱۳۷۴ھ محمود)

زبور قدیم کی مذکورہ عبارت میں حضرت داؤدؑ نے کسی رمز و کنایہ کسی اشارہ واستعارہ سے کام نہیں لیا ہے بلکہ اعلانیہ اور مبرہن الفاظ میں ارشاد فرمایا:

وہ علیؑ جس کو حیدرؑ بھی کہا جائے گا اسی کی اطاعت و متابعت دین و دنیا کی کامیابیوں کی کلید اور باعث بخشش و نجات ہے۔ وہ مقدس ہستی کعبہ میں جنم لے گی۔ وہ شیر ببر (اسد اللہ الغالب) بہت قوت والا (علی القوی ید اللہ۔ قوت اللہ) ہے اور میری جان اور میرا جسم تو اسی کے سہارے پر قائم ہے یعنی ہر مشکل و مصیبت میں وہی دستگیر بنتا ہے۔ جناب داؤدؑ نے یہاں تک متنبہ کر دیا ہے کہ جو شخص وقت ضائع کر دے گا اور علیؑ سے لو لگا کر ان کا مطیع نہ بنے گا وہ دنیا اور آخرت میں ہر جگہ پچھتائے گا۔

اب سلیمانؑ کی بشارت سنئے۔ آپکے صحیفہ "غزل الغزلات" باب پنجم مروجہ عبرانی پرانے (۱) نسخہ میں جو ۱۸۰۰ کا طبع شدہ ہے یہ عبارت بالفاظ صحیح درج ہے!

"دودی صح وادوم دغول مربابہ ط روشو کشو پاز قصو ثاؤ تلتلیم شحو دوث کفوریب ط عناد کبونیم ط عل افیقی مائم بحالات بوشیوث ط عل ملیث لحاباؤ کعروغث سبو سم معد لوث مرتاحیم ط سفنو ناؤ شوشیم یظافوث ط مود عوبیر ط باداوا کلیلی ذاهاب مملاشم بترسیس ط معاؤ عشیث شین ط معلفت سبریم ط شوقاؤ عمودی شیس میسادیم ط عل ادنی پاز مر ط میھو کلیا نود ط کارادیم ط خلّو مُحَمَّدِیم ط ذہ دودی وذہ رعی یا بتوث یروشلایم "ط۔

(۱) آجکل کی تحریف شدہ انجیل میں غزل الغزلات کی مذکورہ عبارت کانٹ چھانٹ کی نذر ہو چکی ہے۔ اور اس میں یہ الفاظ خلو محمدیم یا میرے دوست کا نام محمدؐ ہے "My friend name is Muhammad" بالکل نکال دیئے گئے ہیں لیکن ۱۸۰۰ یا اس کے پہلے نسخوں میں یہ الفاظ موجود ہیں اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ (بقیہ اگلے صفحے پر)

ترجمہ: میرا دوست جو قدرے گندم گوں ہے ہزاروں میں منفرد ہے۔اس کے سر کا نور الماس کی طرح چمکتا ہے۔اس کی زلفیں گھونگریالی اور پرزاغ کی مانند سیاہ ہیں۔اس کی دونوں آنکھیں ایسی جیسے دودھ سے دھوئے ہوئے طشت میں مصفیٰ پانی پڑا ہو۔اور اس پر دو کبوتر تیر رہے ہوں یا جیسے دو قیمتی نگینے اپنے خانوں میں جڑے ہوئے ہوں اس کے رخساروں پر ریش مبارک ایک خوشبودار بیل کی مانند چھائی ہوئی ہے۔اس کا ہلالی منہ خوشبو میں بسا ہوا ہے۔اس کے دونوں لب پھول کی پنکھڑیوں جیسے ہیں جن سے عجیب روح افزا خوشبو نکلتی ہے۔اس کے ہاتھ سونے کے ڈھلے ہوئے ہیں جن میں جواہرات چمکتے ہیں۔اس کا شکم ہاتھی دانت کی لوح کی مانند سفید اور جواہر سے مرصع۔اس کی پنڈلیاں جیسے سنگ مرمر کے ستون جو سونے کے پایوں پر مضبوطی سے رکھے ہوں۔اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح روشن۔وہ صنوبر کی طرح جوان ہے۔نہایت خلیق ہے۔وہ میرا دوست میرا محبوب محمد ہے۔اے دخترانِ یروشلم!(۱)

(گذشتہ سے پیوستہ) انجیل کی کتر بیونت ۱۸۰۰ کے بعد شروع ہوئی عیسائی پادریوں کی ایک مخلوط جماعت نے جس میں رومن کیتھولک اور پروٹسنٹ کے تمام فرقے شامل تھے تحقیق اور جدید ناموں میں اپنے ڈھب کی تحریف کر کے ''ضرر رساں'' فقرے خارج اور ''نفع بخش فقرے'' داخل کر دیے۔العیاذ (حکیم سید محمود گیلانی)

(۱) صحیفہ غزل الغزلات۔باب ۵۔فقرہ ۱۰ تا ۱۶ نسخہ عبرانی۔مطبوعہ ۱۸۰۰ لندن برٹش بائبل ایسوی ایشن۔

موصوفہ عبارت کے بعض فقرات پر قوت غائر فکر یہ صرف کئے بغیر مقصد حاصل نہ ہوگا۔ جناب سلیمانؑ نے اپنے محبوب دوست حضور ختمی مرتبتؐ کی تعریف میں جو قصیدہ ارشاد فرمایا ہے۔ اس میں کہتے ہیں:

ا۔ ''اس کے سر کا نور الماس کی طرح چمکتا ہے۔'' یہاں سر سے مراد حضرت علیؑ ہیں۔ رسول اکرم کا اپنا ارشاد ہے کہ ''علی منی بمنزلة الراس من جسدی۔ (علیؑ میرے جسم کے سر کی مانند ہیں) پس جناب سلیمانؑ نے علیؑ کو اپنے محبوب کے سر سے تشبیہ دی ہے۔ پھر سر کا نور کہہ کر اور بھی وضاحت کر دی ہے۔ رسول اکرمؐ فرماتے ہیں: انا نور و علی نور (میں بھی نور ہوں اور علی بھی نور ہے) انا و علی من نور واحد (میں اور علی ایک ہی نور سے ہیں)۔ تو گویا جناب رسالت مآب کا سر اور نور جناب امیر المومنینؑ ہی ہیں۔ پھر ایک اور نکتہ دیکھئے کہ سر کا نور الماس (ہیرے) کی طرح چمکتا ہے۔ غور کیجئے کہ دوست (رسول خداؐ) کے سر کے نور (علیؑ) کو الماس یعنی ہیرے سے کیوں تشبیہ دی گئی ہے۔ اس لئے اور صرف اس لئے کہ ہیرا جب کان سے نکلتا ہے تو وہ قدرتاً اور فطرتاً پنج پہلو ہوتا ہے۔ اور پھر جب اس کو سورج یا چراغ کے سامنے رکھا جائے تو اس کے ہر پہلو سے پانچ کرنیں نکلتی ہیں۔ پس سلیمانؑ نبی نے الماس کی مثال دیکر یہ ثابت کیا ہے کہ میرا محبوب پنجتن سے تعلق رکھتا ہے۔ اور اس کے دوست علیؑ کا رشتہ بھی ان ہی نفوس قدسیہ خمسہ سے ہے۔ اللہ اکبر! کیسی فقید المثال تشبیہ اور توضیح فرمائی ہے۔

۲۔ ''اس کی دونوں آنکھیں ایسی ہیں جیسے دودھ سے دھوئے ہوئے طشت میں مصفیٰ پانی پڑا ہو۔ اور اس میں دو کبوتر تیر رہے ہوں''

بظاہر یہی معلوم ہوگا کہ جناب سلیمانؑ اپنے دوست کا سراپا یعنی سر سے لیکر

پاؤں تک کا حلیہ بیان فرمارہے ہیں۔ مگر غور کی عینک لگا کر دیکھا جائیگا تو یہ حلیہ مبارک بھی بہت ہی مرموز و مکنون نظر آئے گا۔ چنانچہ فقرہ مذکور میں "دو آنکھیں سے مراد جسم کی عام آنکھیں نہیں ہیں۔ بلکہ اس سے نبیؐ کی دو خاص آنکھوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اور رسول کی یہ دو خاص آنکھیں ہیں امام حسنؑ اور امام حسینؑ جیسا کہ خود نبی اکرمؐ نے ان کی شان میں فرمایا ہے:

الحسن و الحسین عینانی. (سیرۃ الصالحین ۵۷)

حسن اور حسین دونوں میری آنکھیں ہیں۔

پھر فرمایا:

الحسن و الحسین قرہ عینانی. (سیرۃ الائمہ شعبانی صفحہ ۱۱۹)

میری دونوں آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔

اپنی غزل کے اسی فقرہ میں جناب سلیمان ان دونوں آنکھوں کی صفات بیان فرماتے ہیں کہ دودھ سے دھوئے ہوئے طشت میں رکھی ہوئی ایسی معلوم ہوتی ہیں جیسے آب مصفیٰ پر دو کبوتر تیر رہے ہوں... دودھ اور آب پاکیزہ سے دھونا ایک محاورہ ہے۔ جس سے انتہائی پاکیزگی مراد لی جاتی ہے۔ عربی کا شاعر اسعدی خدائے تعالیٰ اور اس کے عرش کی تعریف میں کہتا ہے۔

والعرشہ مغسولہ من لبن المطھر وبالماء الصفا فلا بمثل تفخر

اس کا عرش عظیم پاکیزہ دودھ اور مصفیٰ پانی سے دھویا ہوا ہے۔ اور اس پر ذات الٰہی کے سوا کوئی بھی فخر نہیں کرسکتا۔

ایران کا حنفی شاعر اپنے قصیدہ میں حسنین کی توصیف یوں بیان کرتا ہے:

آں دو چشمان نبی شبیر و شبر با صفا

آں دو چشماں شستہ در چرخ بریں از شیرو آب

آں دو چشمان نبی نورِ نگاہ مصطفیٰ

مادر آں سیدہ و والد آں بو تراب

پاک اور صاف روح ،تن والے حسنؑ اور حسینؑ نبی کی دو آنکھیں ہیں جن کو آسمان کے اندر دودھ اور پانی سے دھویا گیا ہے۔اور نبی کی یہ وہی دو آنکھیں ہیں جو محمدؐ کی آنکھوں کا نور ہیں۔جن کی اماں جان سیدہ پاکؑ دختر شاہ لولاک اور جن کے اباجان ابوتراب علیؑ ہیں۔

پس اس سے بلاتردید یہ ثابت ہوا کہ حضرت سلیمانؑ نے اپنے محبوب سید المرسلین کی بشارت دیتے ہوئے جناب حسنین کی ذات گرامی کا بھی مژدہ سنایا ہے۔ علاوہ بریں رسولؐ کی دونوں آنکھیں (حسن اور حسین علیہما السلام) کی مثال ''دو کبوتروں'' سے دینا بھی عدیم النظیر اور روحانی و مذہبی اعتبار سے بے عدیل ہے۔ کبوتر کو جملہ طیور میں پاکیزگی کی خصوصیت حاصل ہے۔ازبسکہ اس سے نامہ بری اور پیغام رسانی کا کام لیا جاتا رہا ہے۔لہٰذا جب بھی کسی کو عالم مکتوم سے منصۂ شہود پر لایا جاتا ہے تو اس کو کبوتر کی تصوراتی شکل دی جاتی ہے۔ مثلاً روح الامین یا روح القدس کی تخیلاتی تصویریں کبوتر ہی شکل میں نظر آئینگی...نیز کائنات عالم میں امن و عافیت کے قیام کے اظہار کے لئے بھی کبوتر ہی کو منتخب کیا گیا ہے۔روس میں کبوتر میں ذرا سی تبدیلی کر کے اسے 'امن کی فاختہ' کی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔لیکن یورپ اور امریکہ میں کہیں بھی چلے جائیں ''امن کے دیوتاؤں'' کے سر پر علامتی رنگ میں کبوتر ہی سایہ

فگن نظر آئے گا۔

پس حسنؑ و حسینؑ کو دو کبوتروں سے تشبیہ دینا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ ایک تو یہ دونوں حضرات خدا کے آخری پیغام (قرآن) کے ناشر و مشیع ہونگے اور ان کے ذریعہ اہل عالم قرآنی تعلیمات سے روشناس و بہرہ مند ہونگے۔ دوسرے یہ دونوں نور چشمان رسولؐ عالم کون و فساد میں امن بھی قائم فرمائیں گے۔ تاریخ اسلام شاہد ہے کہ امام حسنؑ نے اپنے زہر خوردنی کے سانحہ میں جس انتہائی ضبط و تحمل سے کام لیا وہ ظلم اور استبداد کے خلاف ایک دائمی پیام امن تھا۔ حسینؑ مظلوم نے میدان طف میں جس صبر و سکون کا اظہار فرمایا وہ شقاوت و بربریت کے لئے ابدی پیغام مرگ تھا۔ اسی لئے سلیمان اپنے نغمہ میں محمدؐ کی مدحت کے ساتھ آلِ محمدؐ کے گیت بھی گا رہے ہیں۔

۳۔ ''اس کا ہلالی صفحہ خوشبو میں بسا ہوا ہے۔''

اس فقرہ میں سلیمان پیغمبر نے اپنے دوست (محمد مصطفٰیؐ) کے چہرہ مبارک کو ہلالی صفحہ سے تشبیہ دے کر جناب رسالتمآبؐ کی حدیث ''انا کالشمس و علی کالقمر'' کی تصدیق فرمائی ہے۔ جناب سرور کائناتؐ نے جناب امام المتقینؑ کو چاند کہا تھا۔ اور جناب سلیمانؑ کے گیت میں بھی دوست کے چہرے کو چاند کہا گیا ہے۔ مگر چہرہ کو صفحہ کہنا بھی ایک راز ہے۔ یعنی اس ماہ تاباں (علیؑ) کا چہرہ کتاب حق کی مانند مقدس و محترم ہوگا۔ جب ہی تو امیرؑ فرماتے ہیں کہ! القرآن صامت و انا قرآن ناطق اور ماہ محمد کا چہرہ صفحہ قرآن کی مانند ہی ہونا چاہیے تھا۔

ذرا آگے اسی نغمہ سلیمانی میں محمدؐ کے چاند کی چاندنی اور بھی نمایاں نظر آئیگی۔ فرماتے ہیں:

۴۔ ''اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح روشن ہے۔''

یہاں ''کالشمس'' کے ''کالقمر'' یعنی آفتاب دین کے ماہتاب دین کی ایک نہایت واضح توصیف بھی بیان کر دی گئی کہ اس ماہ مبین کا جسمانی اور روحانی رشتہ چہاردہ (۱۴) معصومین سے ہوگا۔ کیونکہ یہ چودہ کے چودہ پاک نفوس جہالت و ضلالت کی تاریک اور بھیانک راتوں میں دین خدا کی روشنی پھیلائیں گے اور عوام الناس کو گھٹاٹوپ اندھیرے سے نکال کر نور الٰہی یعنی اسلام اور قرآن سے روشناس کرائیں گے۔

بہر کیف حضرت سلیمانؑ نے غزل الغزلات میں اپنے محبوب دوست خاتم الانبیاءؐ اور امیر المومنینؑ و حسنینؑ کی جو مدح وثنا کی ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ اور ہر مسلمان کو دعوت فکر و نظر دیتی ہے۔

اللھم صلی علی محمد و ال محمد۔

قارئین ''معارف'' کہتے ہوں گے کہ موضوع تھا ایلیا اور ثابت یہ کرنا تھا کہ مذاہب و ادیان عالم میں ایلیا کا لفظ کسی نہ کسی صورت جلوہ گر نظر آتا ہے۔ مگر تذکرہ چھیڑ دیا جناب سلیمانؑ کی غزل الغزلات کا۔ سو التماس ہے اس تذکرہ کے بغیر مضمون زیب عنوان منازل طے نہ کر سکتا تھا۔ آیئے ہم پھر ایلیا اور ایلی کی زیارت کریں۔

۱۹۱۶ء کی بات ہے پہلی جنگ عظیم کا خوفناک شباب خداوند عالم کے قہر و عذاب کے بھیس میں دنیا والوں پر قیامت ڈھا رہا تھا۔ بیت المقدس سے چند میل دور فوجی دستے یلغار کرتے ہوئے جا رہے تھے کہ ادنترہ نامی ایک چھوٹے سے گاؤں کے ٹیلے سے اندھیری رات میں ایک عجیب سی چمک نکلتی ہوئی دکھائی دی۔ ایک فوجی دستہ جو اس کے قریب سے گزر رہا تھا۔ یہ نرالی قسم کی چمک دیکھ کر ٹھہر گیا۔ چند سپاہی اس

روشنی کی طرف بڑھے۔ جب وہ نزدیک پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ خاک وسنگ کا ایک تودہ امتدادِ زمانہ سے شق ہو چکا ہے اور اسکی دراڑوں سے حیرت ناک روشنی نکل کر ہر راہگیر کو مشتاق نظارہ بنا رہی ہے۔ سپاہیوں نے اسی مقام کو کھودنا شروع کر دیا تو چار گز کی گہرائی میں ایک چاندی کی مرصع لوح نظر آئی۔ جس سے روشنی کی سفید شعاعیں پھوٹ پھوٹ کر تحیر واستعجاب میں مبتلا کر رہی ہیں انھوں نے اس نقرئی لوح کو جو پون گز لمبی اور نصف گز چوڑی تھی باہر نکالا تو روشن شعاعوں کا اخراج تو بند ہو گیا۔ انقطاع نور کے اس واقعہ نے متحیر انسانوں کو اور بھی انگلیاں چبانے پر مجبور کر دیا۔ ایک طرف بیش قیمت لوح کے حصول پر وہ شاداں وفرحاں بھی دکھائی دیتے تھے دوسری طرف اسکی روشنی یکا یک منقطع ہو جانے سے خوف ودہشت بھی مسلط تھی۔ آخر وہ لوح کو لیکر اپنے افسر اعلیٰ کے پاس پہنچے۔ یہ انگریزی فوجی افسر میجر اے۔ این گرینڈل تھا۔ اس نے ٹارچ کی روشنی میں لوح کو دیکھا تو مبہوت رہ گیا۔ اسکا حاشیہ گراں بہا جواہرات سے مرصع تھا اور درمیان میں طلائی حروف تھے۔ جو کسی قدیم اجنبی زبان کے معلوم ہوتے تھے۔ میجر کو حروف کی شناخت تو نہ ہو سکی لیکن اس کو یہ معلوم ہو گیا کہ لوح کوئی معمولی چیز نہیں اپنے اندر کوئی بہت بڑی فضیلت واہمیت اور تقدیس وتحریم رکھتی ہے۔

میجر گرینڈل کی سعی ووساطت سے لوح موصوف دست بدست منزلیں طے کرتی ہوئی پایان کار افسر انچارج افواج برطانیہ لیفٹیننٹ جنرل ڈی۔ او۔ گلیڈ سٹون کے ہاتھ میں پہنچی۔ جس نے اس کو برطانوی ماہرین آثار قدیمہ کے سپرد کر دیا۔ جنگ عظیم کے خاتمہ پر ۱۹۱۸ء میں اس لوح سے متعلق تحقیق وتدقیق کا یوں آغاز کیا گیا کہ السنہ قدیمہ کے ماہرین کی ایک خصوصی کمیٹی بنائی گئی۔ جس میں امریکہ، برطانیہ، فرانس اور بعض دوسرے یورپی ممالک کے "ماہرین قدیم لسانیات" نے شمولیت کی۔

SILVER PLATE OF SULEMAN.

منقول از رسالہ ''تحقیقات غریبہ'' مؤلف ابوالحسن شیرازی ضمیمہ صفحہ ۲۱ بحوالہ Wounder full Stories
of Islam مصنف کرنل پی۔ سی۔ اپلے لنڈن صفحہ ۲۳۹۔

کئی ماہ کی دیدہ ریزی دماغ سوزی، کاوش شدیدہ اور محنت شاقہ کے بعد یہ راز کھلا کہ یہ ایک مقدس لوح ہے جو لوح سلیمانی کہلاتی ہے۔ اور اس پر جو الفاظ منقش ہیں وہ قدیم عبرانی زبان کے ہیں جو زبور اور غزل الغزلات میں استعمال ہوتے تھے۔

ماہرین کی مساعی بار آور ہوئیں اور ۲۱ جنوری ۱۹۲۰ء کی صبح کو وہ اس صدیوں کے سرّ مکنون اور راز مکتوم کو منکشف کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

لوح مقدسہ کے الفاظ مع ترجمہ یہ ہیں:

(الٰہ) (احمد) (ایلی)

(ابتول) (حاسن) (حاسین)

یاہ ایلی الصطاہ (یا علیؑ! میری مدد کیجیے)

یاہ احمد مقنذا (یا احمد بچائیو)

یاہ باحتول الاشئی (یا بتولؑ نگاہ رکھو)

یاہ حسن امنومظم (یا حسنؑ کرم فرماؤ)

یاہ حاسین بارفو (یا حسینؑ خوشی بخش)

ایلی ایلی ایلی (یا علیؑ۔ یا علیؑ۔ یا علیؑ)

امو سلیمان صوہ عشضب ذالعلا دانتا دےسلیمانؑ ابنی پانچوں

ے زیاد کرر اہے)

YJ.YJ T 7m DJJJ7b7

بذت اللہ کمہ ایلی (اور اللہ کی قوت علیؑ ہے)

لو جناب! چاندی کی لوح کے الفاظ کا محقق ہونا اور ماہرین کی تحقیقات کا پایہ تکمیل تک پہنچنا تھا کہ احمدؐ اور علیؑ اور بتولؑ اور حسنؑ و حسینؑ کے اسمائے مبارک پڑھ کر ارکان کمیٹی کی آنکھیں کھل گئیں۔ ایک نے دوسرے کو دیکھا اور دوسرے نے تیسرے کی طرف چشم حیرت پھیری۔ اور فیصلہ یہ ہوا کہ اس پاک لوح کو برٹش امپیریل میوزیم (شاہی عجائب خانہ) کی زینت بنایا جائے۔ لیکن جونہی انگلستان کے لاٹ پادری Lord Bishop کے پردہ گوش سے یہ خبر ٹکرائی اور اسکو تحقیقات کی تفصیل معلوم ہوئی تو اس کے پاؤں تلے کی زمین سرک گئی اور یکم مارچ ۱۹۲۳ء کو ایک خفیہ حکم نامہ تحریر کیا جس کا ملخص یہ ہے:

اگر اس لوح کو کسی میوزیم یا ایسے مقام پر رکھا گیا جہاں عوام و خواص کی آمد و رفت رہتی ہو تو مسیحیت کی بنیادیں متزلزل ہو جائیں گی اور عیسائیت کا جنازہ خود ان کے کندھوں پر اٹھ جائے گا۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ اس کو کلیسائے فرنگ کے خفیہ مخصوص کمرہ Secret churh Room میں رکھا جائے۔ جہاں اسقف اور اس کے رازداروں کے سوا کسی کی نگاہ ہی نہ پڑ سکے۔ چنانچہ جب سے آج تک یہ لوح اسی مخصوص کمرے میں پانچ نفوس مطہرہ کا نور پھیلا

رہی۔ ہے۔(۱)

لیکن کسی دانا نے "دیوار ہم گوش وارد" غلط نہیں کہا ہے جس بات کو اخفاو اکتام کے آہنی پردے میں لپیٹنے کی کوشش کی جائے وہ کسی نہ کسی ذریعہ سے ظاہر ہو کر رہتی ہے۔ دیکھ لیجئے! لوح موصوف کی تحقیق مکمل ہونے کے بعد جو اسراری گفت و شنید ماہرین اور محققین کے درمیان ہوئی وہ درو دیوار نے سنی، وہ باغ و بہار نے سنی وحش وطیر نے سنی، بادو آب نے سنی اور ہوتے ہوتے نسیم سحر اور شمیم گلشن کی طرح متعدد افراد تک پہنچ گئی۔ اس لئے کہ کسی کی مجال نہیں کہ وہ محمدؐ اور علیؑ کے رحمانی نور کو پھیلنے سے روکے۔ کسی کی طاقت نہیں کہ وہ نفوس قدسیہ خمسہ کے روشن چراغوں کو کفر کی پھونکوں سے بجھا سکے۔

---

(۱) تفصیل کے لئے دیکھئے:۔ وِنڈرفل سٹوریز آف اسلام مصنفہ کرنل پی۔سی۔ امبلے لنڈن صفحہ ۲۳۹۔ رسالہ تحقیقات غربیہ مولفہ ابو حسن شیرازی صفحہ ۲۱ تا ۲۴۔

(نوٹ) دوسری زبانوں کی طرح عبرانی میں بھی ہر زمانہ میں تبدیلیاں ہوتی رہیں اور اس کے حروف میں بھی ردو بدل کیا جاتا رہا۔ حضرت سلیمانؑ کے دور کی جس عبرانی عبارت کو بیان کردہ تختی لوح مقدس سے لیا گیا ہے اس کے حروف تہجی بقول محققین النہ قدیمہ درج ذیل ہیں لیکن مروجہ عبرانی کے حروف ابجد بائیں سے دائیں کو لکھے جاتے ہیں جن کی اشکال یہ ہیں:

(ق۔گ۔ج۔گ۔جھ) J (ب۔بھ)] (ع۔ف۔ا) N (ذ۔ض۔ظ) ٢ (د) ۱ (ہ) M

(د۔دھ) ٤ (ط) H (ی۔ے۔ژ) و (ط) Ƃ (ح) M (م) bb (ل) ٤

(ک۔کھ۔خ)]٦ (ف۔پ۔پھ) 7ף (ع) Y (ق) ٢ (س) ٢ ٣ (ش) (ر) ل

ملاحظہ ہو:۱۔ دی بک آف لینگوایجز مصنفہ ناسل واو صفحہ ۸۹ ۲۔ تاریخ النہ مطبوعہ دمشق مصنفہ عامر صفحہ ۲۱۱

۳۔ اللسان قاہرہ صفحہ ۵۳

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِؤُا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ اللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ (٨:٦١)

یہ لوگ اپنے منہ سے (پھونک مار کر) خدا کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں حالانکہ خدا اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا اگرچہ کفار برا (کیوں نہ) مانیں۔

ہاں تو لیجئے! اس وقت اس لوح مقدس کی نسبت لوگوں میں جو چہ مگوئیاں شروع ہوئیں ان کا ایک ہلکا سا نمونہ دیکھئے:

ٹامس: ارے ولیم! تو نے وہ چاندی کی تختی والی خبر سنی!

ولیم: جی ہاں سنی اور حیرت و استعجاب سے انگلیاں چبا کر سنی۔

ٹامس: پھر تم نے کیا رائے قائم کی؟

ولیم: یہ بڑا پیچیدہ مسئلہ ہے ٹامس۔ ہمارے مذہبی راہنماؤں کی رائے کچھ بھی ہو، مگر میں تو .....

ٹامس: ہاں ہاں کہو! تم رک کیوں گئے۔ ہر شخص کو اپنے ضمیر کی آزادی حاصل ہے۔ اور پھر یہ کوئی باغیانہ سیاسی مسئلہ تھوڑا ہی ہے کہ باز پرس اور گرفتاری کا خوف ہو... ہاں بولو اور بے تکلف بولو!

ولیم: بھائی ٹامس! میرا ضمیر تو یہ کہتا ہے اسلام سچا دین ہے اور آخر وہی غالب آئیگا۔ ٹامس تم غور کرو کہ پچھلے پیغمبروں نے ہزاروں برس پہلے اس آنیوالے ختم المرسلینؐ کی نہ صرف خبریں ہی دی ہیں بلکہ ان سے فریادیں بھی کیں ہیں اور امدادیں بھی چاہی ہیں۔ اور برا نہ مانو تو سچ کہہ دوں کہ ہماری بائبل میں بھی ایسی بہت سی پیشگوئیاں موجود ہیں۔ جن

سے بخوبی پتہ چلتا ہے کہ محمدؐ آخری نبی ہیں اور علیؑ ان کے نائب ہیں۔ اور ان سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ بے مثال ولازوال اور عجیب وغریب فضائل ومراتب والی ہوگی اور......

ٹامس: خوب! بہت خوب! واقعی صحیح کہہ رہے ہو اگر تعصب کی پٹی اتار کر دیکھا جائے تو سابقہ کتب سماوی یعنی زبور توریت اور انجیل سے سب کچھ معلوم ہو جاتا ہے۔ پھر اسلامی تاریخ کو پڑھو۔ اس میں علیؑ اور حسینؑ کی شجاعت کے جو ہوشربا کارنامے درج ہیں۔ ان کے مطالعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اندر خدائی طاقتیں بھی تھیں جو بشری طاقتوں سے بالاتر ہیں۔

ولیم: یہی تو میں کہہ رہا تھا تاریخی واقعات غلط نہیں ہو سکتے دنیا نہیں مانتی تو نہ مانے۔ مگر ذات خدا خود ان کی مدح کر رہی ہے۔ میں نے بڑی مدت سے سن رکھا ہے کہ قرآن میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہل بیتؑ کی بزرگی اور تقدیس کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے۔ اب ہمیں غور کرنا چاہیئے کہ ہم کونسا راستہ اختیار کریں۔ مسیحیت کی لکیر پیٹتے رہیں یا تلاش حق کے لئے کسی اور میدان میں بھی ہاتھ پاؤں ماریں۔

ٹامس: بھائی ولیم! تم مانو یا نہ مانو میں تو مسلمان ہو گیا۔ آج سے مجھے اسلام کے ان پنجتن پاکؑ کا بے دام غلام سمجھو جن کے مقدس نام چاندی کی اس تختی پر مرقوم ہیں۔

ولیم: تو پھر دیر کیا ہے؟ چلو کسی اسلامی ملک میں چلیں اور کلمہ پڑھ لیں۔

ٹامس: اچھا یہ بات ہے؟... کیا واقعی!

ولیم: جی ہاں! یقین کرو کہ میں تم سے پہلے یقین لا چکا ہوں مگر ہمیں کسی اسلامی ملک میں جانے کی ضرورت نہیں۔ ایران کے ایک مجتہد صاحب نیوکیسل میں آئے ہوئے ہیں۔ چلو ان کے پاس جا کر اسلام قبول کر لیں۔

یہ کہہ کر دونوں خوش نصیب نیوکیسل روانہ ہو گئے۔ اور مولانا حسن مجتبےٰ تہرانی کی خدمت میں پہنچ کر دولت اسلام سے مالا مال ہوئے۔ ٹامس کا نام فضل حسین اور ولیم کا نام کرم حسین رکھا گیا۔ اس واقعہ کے دو سال بعد ۱۹۲۵ء میں یہ دونوں نیک بخت زیارت بیت اللہ اور زیارت کربلائے معلےٰ سے بھی مشرف ہوئے۔

(ماخوذ از مسلم کرانیکل لنڈن ۳ دسمبر ۱۹۲۶ء رسالہ الاسلام دہلی فروری ۱۹۲۷ء)

داؤدؑ کی زبور اور سلیمانؑ کی غزل الغزلات کے قصے پرانے ہو چکے اور چاندی کی تختی والی کہانی بھی چالیس پینتالیس برس کی پرانی ہے۔ اس کو چھوڑیئے اور ایک تازہ ترین تحقیق کی بات سنیئے:

۱۹۵۱ء کی جولائی میں روسی ماہرین کی ایک ٹولی وادی قاف میں دیکھ بھال کر رہی تھی۔ غالباً کسی نئی کان کی تلاش میں مصروف تھی۔ کہ ایک مقام پر لکڑی کے چند بوسیدہ ٹکڑے نظر آئے گروپ آفیسر نے اس جگہ کو کریدنا شروع کیا۔ تو معلوم ہوا کہ بہت سی لکڑیاں سنگلاخ زمین میں دبی ہوئی ہیں۔ ماہرین نے چند سطحی علامات سے اندازہ کیا کہ یہ لکڑیاں کوئی غیر معمولی اور پوشیدہ راز اپنے اندر رکھتی ہیں انھوں نے اس مقام کی کھدائی نہایت توجہ سے کرائی۔ بہت

سی لکڑیاں اور کچھ دیگر اشیاء برآمد ہوئیں۔لکڑی کی ایک مستطیل تعویذ نما لکڑی بھی دستیاب ہوئی۔مگر ماہرین یہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ باقی لکڑیاں تو مرور ایام سے بوسیدگی اور کہنگی اختیار کر چکی ہیں۔لیکن ۱۴ انچ طول اور ۱۰ انچ عرض رکھنے والی یہ تختی امتدادی تغیرات سے محفوظ ہے۔اور خفیف ارضی اثرات قبول کرنے کے سوا اس میں کوئی خستگی پیدا نہیں ہوئی۔۱۹۵۲ء کے آخر میں ماہرین نے اپنی تحقیقات کو لباس تکمیل پہنا کر یہ انکشاف کیا مذکورہ لکڑی حضرت نوحؑ کی اس معروف عالم کشتی سے تعلق رکھتی ہے جو کوہ قاف کی ایک چوٹی جودی (۱) پر آکر ٹھہری تھی۔اور یہ تختی بھی جس پر کسی قدیم ترین زبان کے چند حروف کندہ ہیں اسی کشتی میں لگی ہوئی تھی۔

قارئین کرام اطمینان رکھئے تختی کے حروف انشاء اللہ پڑھے جائیں گے اور ان کا مطلب بھی چند لمحات کے بعد آپ کی خدمت میں پیش کر دیا جائے گا۔مگر تھوڑی دیر کے لئے کشتی کی لکڑیوں اور تختی کو یہیں چھوڑیئے اور چلئے حضرت نوحؑ کے زمانہ کی طرف۔

آٹھ نو سو سال کا بزرگ شارع عام کی ایک نکڑ پر کشتی بنا رہا ہے۔وہ قوم کو سینکڑوں برس دعوت دیتا رہا" یا قوم انی لکم نذیر مبین " لوگو میں تمہیں ڈرانے

---

(۱) جدید ماہرین آثار قدیمہ۔مورخین اور محققین نے بدلائل واضح کیا ہے کہ مشہور تصوراتی "پرستان" والا کوہ قاف روس میں واقع ہے۔اور اسی کا بلند ترین حصہ کوہ جودی کہلاتا ہے۔اس کی تفصیل متعدد کتب تواریخ میں مذکور ہے۔(محمود)

اور آخرت کا خوف دلانے آیا ہوں۔" ان اعبدونی و اتقوہ" پس اللہ کی بندگی کرو اور اس سے ڈر کر پرہیزگار بن جاؤ۔ لیکن سنگدل قوم ذرا نہ پسیجی اور خدائی پیغام اور خدائی وعید کا کوئی اثر قبول کرنے کی بجائے الٹا تمسخر کرتی اور طرح طرح کے ظلم توڑتی رہی۔ آخر تنگ آکر اس بزرگ نے "رب لا تذر" کے مہیب الفاظ میں بد دعا کی کہ الٰہی ایسا طوفان نازل فرما اور ایسے سیلاب کو عذاب مہین کا جامہ پہنا کہ ان کافروں میں سے ایک بھی بچ کر نہ نکل سکے۔

ہاں! یہی ہے نوح جو بڑی تیزی سے کشتی بنانے میں مصروف ہے۔ وہ کبھی تختیاں جوڑتا ہے اور کبھی میخیں لگاتا ہے وہ کبھی آہ وزاری بھی کرتا ہے اور آنسو پونچھتے ہوئے کچھ پڑھتا بھی جاتا ہے۔ ذرا کان لگا کر سنیے کہ کیا کہہ رہا ہے وہ:

اللھم احفظنی برحمتك	خداوندا! اپنی رحمت کے ذریعے مجھے محفوظ رکھ!
اللھم نجنی و عافنی	الٰہی! مجھے نجات دے اور عافیت بخش!
اللھم افتح لی ابواب فضلك	اللہ میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول
بوسیلة نبیك الاخر	دے۔ اپنے آخری نبی کے وسیلہ سے۔
بوسیلة امامك الاول	اپنے پہلے امام کے وسیلہ سے۔
اسمه المعظم ایلیاء	جس کا بزرگ نام ایلیا ہے۔
بوسیلة سیده العالمین	اور دونوں جہانوں کے سردار کے وسیلہ سے۔
بوسیلة الشهیدین	دونوں شہیدوں کے وسیلہ سے۔
بوسیلة صبی المعصوم	اس معصوم بچے کے وسیلے سے۔
تحرح عنقه بالرمی	جس کی گردن تیر سے زخمی کی جائے گی۔
بوسیلة مطهره	اس پاک بی بی کے وسیلے سے

لا ثوب لها لراسها — جس کے سر پر کوئی کپڑا نہ رہیگا۔

بوسیلة جمیع المعصومین — تمام معصوموں اور مظلوموں اور

المظلومین المقدسین (۱) — پاک ہستیوں کے وسیلے سے۔

وہ جس درد اور تضرع سے دعا مانگ رہا ہے اور جس غم و الم سے فریاد کر رہا ہے۔ اس کی کیفیت بیان نہیں کی جا سکتی۔ پڑھتا ہے اور روتا ہے، روتا ہے اور پڑھتا ہے۔ ہاں! وہ کشتی بنا رہا ہے لوگ اس کے قریب سے گزرتے ہیں۔ اسے کشتی بناتے دیکھتے ہیں اور اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اور اس پر آوازے کستے ہوئے کہتے ہیں۔

ہونہہ! دیکھو نا اس بڑھے کھوسٹ کو زیادہ عمر پانے سے شاید عقل ماری گئی ہے اس کی کہ سودائیوں کی طرح چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے کہ لوگو! توبہ کرو اور بتوں کی پوجا چھوڑ دو۔ ورنہ طوفان آنیوالا ہے اور سیلاب تمہیں غرق کر دے

گا۔ اف کتنا جھوٹ ہے۔ بارہ برس ہو گئے۔ آسمان پر بدلی تک نہیں دیکھی۔ زمین بارش کے ایک ایک قطرے کو ترس رہی ہے اور یہ کہتا ہے کہ سیلاب آئے گا۔ طوفان آئے گا اور خلقت تباہ ہو جائے گی۔ ہے ناسفید جھوٹ.....

اور نوح اپنے کام میں مگن اپنی دعاؤں میں مصروف کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔

ایک مکان میں تنور جل رہا ہے، عورتیں روٹیاں لگا رہی ہیں وہ روٹیاں لگاتی جاتی ہیں اور نوح کی کہانی چھیڑتی جاتی ہیں۔ اری بہن کیا ہو گیا! اس بڑھے کے

---

(۱) مراۃ الدقیق فی تحقیق عتیق مولفہ ابن سراج الصفانی مطبوعہ بغداد۔ کتاب العجائب مصنفہ عبدالبر ستراتی العراقی۔ نوادر التحقیق مولفہ محمد قدیر العلوی ۔ اعجاز الانبیاء مصنفہ سرمدی مطبوعہ ایران۔ کتاب آثار الغربیہ مصنفہ ابوالفتح زنجانی۔ اخبار الاثار مطبوعہ مصر یرۃ المرسلین مولفہ محمد کبیر خان شیرازی مطبوعہ ایران۔

دماغ کو کہ لوگوں کو بت پرستی سے روکتا ہے۔ اور یہ ڈھنڈورا پیٹ رہا ہے کہ ایک خدا کو پوجو ورنہ غرق ہو جاؤ گے۔ تو کیا ہم اس کے کہنے اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں اپنے وُد، یعوق، نشر اور آساف (۱) کو توڑ دیں۔

شیطان کی بیٹیوں نے نوح کی خوب نقلیں اتاریں اور منہ بنا بنا کر زور زور سے قہقہے لگائے۔

قہقہوں کی گونج ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ جلتا ہوا تنور زور سے پھٹا اور پانی کا ایک دھارا شدت سے پھوٹ کر بہنے لگا۔ حق کی غیرت جوش میں آئی۔ سیلاب دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رہا تھا۔ مخلوق ڈوبتی جا رہی تھی اور..... نوحؑ ...... یا ربی و رب السموت و الارض۔ یا محمد سید الکونین و الثقلین یا ایلی امام الذرین .. کہہ کہہ کر کشتی میں اپنے رفقائے خاص کے ساتھ سوار ہو رہا ہے۔ کشتی تیر رہی تھی اور پانی کے تھپیڑے بلند ہو ہو کر گناہوں کی دنیا اور اس کی پُر معاصی مخلوق کی غرقابی کا تماشا دیکھ رہے تھے کہ اہلِ بیت کا مسئلہ سامنے آ گیا۔

خدائے عادل نے اپنے نوحؑ نبی سے وعدہ فرمایا تھا کہ میں تیرے اہل کو بچاؤں گا ایک مقام پر کوئی انسانی سر پانی سے ابھرا۔ اور دردناک چیخ کے ساتھ آواز آئی ابا جان ! مجھے بچا لیجئے ! شفقت پدری غالب آئی۔ نوحؑ نے اپنے بیٹے کا بازو پکڑنے کو ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ حکم الٰہی نے وہیں کا وہیں روک دیا یہ کہہ کر کہ اے نوحؑ! خبردار اسے مت پکڑ۔ یہ تیرے اہل میں سے نہیں ہے۔ کمبخت عمر بھر تیری تکذیب و تکفیر کرتا رہا اور تجھ سے اور تیرے رفیقوں سے دشمنی کرتا رہا۔ اب کہتا ہے کہ مجھے بچا لو..... دیکھ تیرے اہل وہ..... اور صرف وہ ہیں جو کشتی میں تیرے ساتھ ہیں اور جو ابتدا

---

(۱) پرانے بتوں کے نام۔ کافر و مشرک اقوام ان کی پوجا کرتی تھیں قرآن کریم میں انکا تفصیلی حال مذکور ہے۔

سے ہی تیرے تربیت یافتہ اور سچے اطاعت گزار چلے آرہے ہیں۔

محمد رسول اللہؐ کے اہل بیتؑ کی شان اور منصب سے بیگانہ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں اور فلاں بھی تو رسولؐ کے تعلق دار تھے۔ قریبی رشتہ دار تھے پھر انھیں کیوں اہل بیت نبوی میں شامل نہیں کیا جاتا؟ اور کیوں ان کے نام اغیار کی فہرست میں درج کیے جاتے ہیں۔ اس اعتراض کا جواب خود معترضین کو سوچنا چاہیے کہ رسولؐ کے "ذوی القربیٰ" بننے کے لئے ایک شرط یطھر کم تطھیرا بھی تو تھی۔ جو نجرانی مباہلہ میں پوری ہو چکی۔ اور جس جس کو اہل بیتؑ میں شریک ہونا تھا اس وقت شامل ہو چکا۔ پھر گنجائش کہاں رہی کہ زید، عمر، بکر وغیرہ کو بھی زبردستی اہل بیت میں سمجھ لیا جائے۔

ہاں! پیغمبر اعظم نے یہ ضرور فرمادیا کہ "مثل اهل بيتي كمثل سفينة النوح من دخلها فنجى" میرے اہل بیتؑ کی مثال کشتی نوح کی مانند ہے کہ جو اس میں داخل ہوا اور کماحقہ اطاعت کی وہ نجات پا گیا۔

نوح کی کشتی عالم نسیان وعدوان اور اس کی عبرتناک سزایابیوں کے مناظر دیکھتی ہوئی بالآخر مقام معینہ پر پہنچی۔ اللہ کا نبی اپنے ساتھیوں سمیت کشتی سے نیچے اترا۔ اس نے تشکر و امتنان کے طور پر نفل ادا کئے اور حمد و ثنا کہتا ہوا یوں لب کشا ہوا:

انی احامد اللهم لا تعد	میں تیری بے حساب تعریف کرتا ہوں
انی اشکرك لا عدد	پروردگار تیرا بے شمار شکر ہے۔
احفظنيت بعذاب الاشد	تو نے مجھے شدید عذاب سے بچایا۔
والشكر لرسولك الاحمد	اور تیرے رسول احمد کا بھی شکر گزار ہوں
والايلياء من استمد	اور اس ایلیا کا بھی شکریہ جس نے مدد فرمائی۔
من في بيتك ولد	وہی ایلیا جو تیرے گھر میں جنم لے گا۔

و بنت نبيك محمد — اور تیرے نبی محمد کی بیٹی کا بھی شکریہ۔

ابنا هما من امدد — اور انکے دونوں بیٹوں کا بھی مشکور ہوں جنھوں نے میری امداد کی۔

اس بات کو سینکڑوں نہیں ہزاروں برس بیت گئے۔ کسی کو یاد بھی نہیں رہا کہ نوح کی کشتی کہاں ٹھہری تھی۔ قاف کہاں ہے اور جودی کہاں ہے۔ مگر وہ قادر قدیر جس نے اپنے محبوب کو " ورفعنا لك ذكرك " کی بشارت دیکر اہلِ عالم کو آگاہ کر دیا ہے۔ کہ محمدؐ وآلِ محمدؐ کا اسم معظم ہمیشہ بلند ہوتا رہیگا۔ اسی مسبب الاسباب نے ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ نفوس قدسیہ کے اسمائے گرامی ایک دفعہ پھر اپنے اعجاز و کرامات اور اپنی رفعت و علویت کے ساتھ ابھریں اور اسی ملک میں ابھریں جو ہستیٔ باری تعالیٰ کا منکر ہے۔ ان زبانوں پر ان کا ذکر پاک آئے جو اپنے خالق کا نام لینے سے بھی عاری ہیں.

اللهم صل علي محمد و ال محمد

ہاں! تو یہ بات چل رہی تھی روس کی تازہ ترین تحقیقات اور جدید ترین انکشاف کی سو اس تفصیل کا اجمال یہ ہے کہ جب یہ تحقیق ہو چکی کہ قاف سے برآمد ہونے والی لکڑیاں واقعی کشتی نوحؑ کی ہیں تو اب یہ امر تشنہ تدقیق رہ گیا کہ پراسرار چوبی تختی اور اس پر لکھے ہوئے حروف کی کیا حقیقت ہے۔

روس کی سوویت حکومت کے زیر اہتمام اس کے ریسرچنگ ڈیپارٹمنٹ نے مذکورہ تختی کی تحقیق کے لئے ماہرین آثار قدیمہ کا ایک بورڈ قائم کیا۔ جس نے ۲۷ فروری ۱۹۵۳ء کو اپنا کام شروع کر دیا اس بورڈ کے اراکین مندرجہ ذیل تھے۔

(۱) سولے نوف..... پروفیسر ماسکو یونیورسٹی شعبہ لسانیات
(۲) ایفاہان خنو ... ماہر السنہ قدیمہ.... لولوہان کالج جائنا
(۳) میشائن۔ لو۔ فارنگ...... افسرِ اعلیٰ آثار قدیمہ

(۴) تانمول گوروف........استاد لسانیات کیفز وکالج
(۵) ڈی۔ راکن........ماہر آثار قدیمہ........پروفیسر لائکن انسٹی ٹیوٹ
(۶) ایم احمد کولاڈ........ناظم زنکومن ریسرچ ایسوسی ایشن
(۷) میجر کولٹوف........نگران دفتر تحقیقات متعلقہ استالین کالج۔

چنانچہ ساتوں ماہرین نے اپنی تحقیقات پر پورے آٹھ مہینے صرف کرنے کے بعد پراسرار تختی کے متعلق یہ انکشاف کیا کہ جس لکڑی سے نوح کی کشتی تیار ہوئی تھی۔ اسی لکڑی سے یہ تختی بھی بنائی گئی تھی اور نوحؑ نے اس کو اپنی کشتی میں تبرک و تقدیس کے طور پر حصول امن و عافیت اور ازدیاد برکت و رحمت کے لئے لگایا تھا۔ موصوف تختی کے درمیان ایک پنجہ نما تصویر ہے۔ جس پر قدیم سامانی (۱) زبان میں ایک مختصر سی عبارت اور کچھ متبرک نام مرقوم ہیں جن کی شکل وصورت یہ ہے:

(۱) زمانہ نوحؑ میں اور پھر اس کے بعد چند ازمنہ میں جو زبانیں رائج تھیں ان کو سامی یا سامانی زبانیں کہا جاتا ہے۔ چنانچہ عبرانی، سریانی، قیہانی، قبطی، عربی وغیرہ سامانی ہی کی شاخیں ہیں۔ جناب آدم ثانی نوحؑ کی اولاد میں اور ان کے رفقاء کار کی نسلیں جہاں جہاں آباد ہوئیں وہاں نئی زبانوں نے معمولی تصرف و تکلف کے ساتھ نیا روپ دھارا۔ اور ترقی کرتے کرتے کہیں کی کہیں پہنچ گئیں۔ مورخین و محققین نے یہاں تک دریافت کیا ہے کہ ترکی، ایرانی، ژندی، پارژندی وغیرہ بھی سامانی سے ہی مخرج ہیں قطع نظر اس کے کہ عربی اور سنسکرت کو قدیم ترین زبانیں ہونے کا دعویٰ ہے اور ادھر برطانوی ماہرین انگریزی زبان کو (Head of the Languages) زبانوں کی ماں کہہ رہے ہیں۔ بہرکیف قدیم سامانی اکثر زبانوں کا منبع اور مصدر ہے۔ اور اس رسم الخط میں تبدیل ہو کر عجیب و غریب شکلیں اختیار کرتا رہا ہے۔



کشتی نوح کا خشبی لوح مقدس کی یہ تصویر روزنامہ "الہدیٰ" قاہرہ بابت ۳۱ مارچ ۱۹۰۳ء سے نقل کی گئی بمقام لاہور

ماہ نومبر 1903 اور ہفت روزہ MIRROR لندن بابت

13/8/54 ۔ مذکورہ اخبار میں روسی ماہرانہ

محمود گیلانی 15/8/53

روسی (۱) ماہرین نے ان حروف کو آٹھ ماہ کی دماغی کاوش اور مغز ماری کے بعد بمشکل تمام پڑھا اور ان کے تلفظ کو روسی زبان میں یوں منتقل کیا۔ (۲)

AБГNAT - EEЛĀTAM — (اُوپر کے حروف) ۱۔ الفبتاہ ایلاھم

БIKЛ ƂEAЖ — (نیچے کے درمیانی) ۱۔ ای قل بیدج

ФБPEAQOH — فوریک بن — ЗУQÜ — زی شاؤ

MOTAMEДA — محمدا — (نیچے کے دائیں سے بائیں) :۔

AEЛ БIAT — ایلیاہ — ЧOOPA — شبر ۱۲

ЧOOБIPA — شبیرا — ФABZM — فاطم

TCEБMAБÜNAФECŌ — (نچلے حروف) ۱۔ عقیومابیون امیقو

AБTCAAДБIMAЗUHET — ابھکاریمانموتہ

TЛAЛAБЫYŌP — تدل بلی یؤر

ЖETБAPÜБЫTAЧ — نصتر دبی ھاش

KБQAEДEECŌЛM — کوقی دکہ یشولہ

---

(۱) ماہنامہ۔ چھو منتر TAФADENЗБ ماسکو۔ بابت ماہ نومبر ۱۹۵۳ء اخبار "weekly mirror" ۲۸ دسمبر ۱۹۵۳ء لندن۔ روزنامہ "الہدیٰ" قاہرہ ۳۱ مارچ ۱۹۵۴ء۔

(۲) روسی رسم الخط کے تقریباً ۲ حروف انگریزی حروف سے جداگانہ ہیں اور وہ ہیں۔..... چھو منتر.........

G (S) ǂ (J) T (H) bl (I) Л (L) Ж (N) Ơ (B) K (C) Д (D) Ф (F)

Ō (Q) П (P) P (R) Б (T) B (V) З (Z) Ч (SH)

مسٹر این۔ الیف۔ ماکس ماہر السنہ قدیمہ برطانیہ (مانچسٹر انگلینڈ) نے ان الفاظ کا انگریزی میں ترجمہ یوں کیا ہے (۱):

اے میرے خدا میرے مددگار!	O my God my Helper.
اپنے رحم و کرم سے میرا ہاتھ پکڑ	Keep my hand with mercy.
اور اپنے مقدس نفوس کے طفیل	And with your Holy Bodies.
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ	Muhammad
ایلیاءؑ	Alia
شبرؑ	Shabbar
شبیرؑ	Shabbir
فاطمہؑ	Fatima

They are all biggest andHonourable.

یہ تمام عظیم ترین اور واجب الاحترام ہیں

The world Established for them.

دنیا ان ہی کے لئے قائم ہے

Help me by their names.you can reform to right.

ان کے ناموں کی بدولت میری مدد کر۔ تو ہی سیدھے راستے کی طرف ہدایت کرنے والا ہے۔

---

(۱) ماہنامہ" اسٹار دی بری نے نیا "ماہ جنوری ۱۹۵۴، مطبوعہ لندن۔ اخبار "سن لائٹ" مانچسٹر ۲۳ جنوری ۱۹۵۴ء۔ اخبار "ویکلی مرر" لندن یکم جنوری ۱۹۵۴ء لندن۔

القصہ جب یہ عبارت منظر عام پر آئی تو ملاحدہ وزنادقہ اور کفار و منکرین کی آنکھیں کھل گئیں۔ اور انہیں شدید حیرت میں مبتلا اس بات نے کیا کہ کشتی کی تمام لکڑیاں خوردہ و بوسیدہ حالت میں برآمد ہوئیں مگر نفوس قدسیہ خمسہ کے اسمائے پاک والی یہ تختی ہزارہا سال گزرنے پر بھی محفوظ رہی۔ اور تغیرات ازمنہ اس کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکے۔ سبحان اللہ و بحمدہٖ۔ یہ تختی روس کے مرکز آثار و تحقیقات (ماسکو) میں حفاظت سے رکھی ہوئی ہے۔

مہاتما بدھ کا نام نامی کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ وہ ایک والیٔ ریاست کے فرزند ارجمند تھے۔ ان کی ابتدائی زندگی اور پھر انکی مہاتمائی وغیرہ سے مختلف کتب تواریخ میں مختلف روایات ملتی ہیں جن میں مشہور عام قصہ یہ ہے کہ:

جوتشیوں نے ان کے والد سے کہہ دیا تھا کہ راجہ! جو لڑکا تمہارے ہاں پیدا ہونیوالا ہے وہ شباب سے پہلے سادھو اور جوگی بن کر جنگل میں رہائش اختیار کر لے گا۔ اور راج کاج کو تیاگ کر دنیا سے بے تعلق ہو جائے گا۔ تم اس کو جوان ہونے تک شاہی محلوں میں ہی رکھنا۔ اور اس کی تعلیم و تربیت کا انتظام بھی محلات میں ہی کیجئے گا۔ چنانچہ بدھ نے جنم لیا تو نجومیوں کی ہدایات پر عمل کیا گیا محلات میں ان کی تربیت ہوتی رہی۔ اور ان کو ایک قابل ترین اتالیق کی نگرانی میں دے دیا گیا۔

بدھ جی جوان ہوئے تو انکی شادی بھی کر دی گئی۔ مگر اس بات کی سخت احتیاط رکھی گئی کہ باہر کی ہوا ان کے قریب سے بھی نہ گزرنے پائے۔ اور وہ کوئی بیرونی منظر نہ دیکھ سکیں۔ آخر ایک دن وہ باپ سے اجازت لے کر اپنے استاد کے ساتھ نکلے تو سب سے پہلے ایک ضعیف العمر آدمی لاٹھی کے سہارے چلتا دکھائی دیا۔ بدھ نے استاد سے پوچھا یہ کون ہے اور اس حالت میں کیوں ہے؟ استاد نے کہا: ہر انسان کو

بچے سے جوان اور جوان سے بوڑھا ہونا پڑتا ہے۔ اور پھر وہ کمزور ہو کر لاٹھی کے سہارے چلنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

ذرا اور آگے بڑھے تو ایک شخص درد و تکلیف سے کراہ رہا تھا۔ بدھ نے اس کی کیفیت پوچھی۔ تو جواب ملا کہ ہر شخص کو اپنی زندگی میں بیمار بھی ہونا پڑتا ہے۔ اس سے آگے چلے تو ایک جنازہ نظر آیا۔ جس کے ساتھ لوگ روتے پیٹتے جا رہے تھے۔ بدھ نے اس کا حل دریافت کیا تو انہیں بتایا گیا کہ ہر آدمی آخر کار اپنی عمر گزار کر مر جائے گا۔ یہ شخص بھی مر چکا ہے اب اسے دفن کر دیں گے یا جلا دیں گے۔ پس اس قسم کے چند عبرت ناک مناظر دیکھ کر بدھ جی نے دنیاوی جاہ و حشم کو خیر باد کہہ دیا اور وہیں سے جنگل میں جا کر گیان دھیان میں لگ گئے۔

لیکن مذکورہ واقعات کو اگر حقائق کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ ساری داستان خودساختہ اور بعید از عقل و قیاس معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے کہ جناب بدھ ایک فرمانروا کے بیٹے تھے۔ بالفرض اگر یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ ان کے عقلمند باپ نے محض نجومیوں کے کہنے پر اپنے نور نظر کو طویل "قید تنہائی" دے دی تھی اور ایک سنگین مجرم کی طرح انہیں کال کوٹھڑی میں بند کر دیا تھا۔ جبکہ یہ بات فہم و ادراک سے بالاتر ہے کہ کیا اٹھارہ بیس برس کے تعلیمی کورس میں بدھ نے ایک مرتبہ بھی بوڑھا ہونے، بیمار پڑنے اور مرنے کا نام نہیں پڑھا یا سنا تھا۔

حقائق پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش نہ کی جائے تو اصل حالات کو سامنے آتے دیر نہ لگے گی۔ اور مہاتما جی کی روح خود زبان سے بول اٹھے گی:

نہ سنتے تم جو غیروں کی زبانی
بڑی دلچسپ تھی میری کہانی

بدھ جی کے درویش ہونے کا حقیقی واقعہ اگر ہم سنائیں گے تو ممکن ہے کسی کو اس پر یقین نہ آئے۔ آپ یہ واقعہ بدھ ودیا کے ایک گیانی شاستری ہی کی زبان سے سنئے۔ مسٹر ایل کے بھٹناگر ایم اے۔ آئی۔ ای۔ ایس اپنی تصنیف ''بودھیا چمتکار'' مطبوعہ ادنکار پستکالیہ کانپور ۱۹۲۷ء میں لکھتے ہیں:

شری مہاتما بدھ جی مہاراج کی اہنسا اور جیون رکھشا (جانوروں کی حفاظت)، سادھونت (فقیری درویشی) اور دیدانت (اتحاد مذاہب) اور ان کی من پرکاشیا (روشن ضمیری) اور یوگ (محویت ریاضت عبادت) جوگ اور دوسرے آتمیہ (روحانی انقلاب) کا یا کلپی کتھاون (واقعات قصے کہانیاں) کی نیوجوان (بنیاد) کی ودیا (علم وعرفان) اور ان کے شاستروں (کتب علم مذہبی) سے ملتی ہے. صرف یہ ہے کہ ایک دن شری پوجیہ (قابل پرستش) پادمہاجی اپنے محل میں سوئے ہوئے تھے کہ ایکدم چیخ کر اٹھ بیٹھے۔ ان کے نینوں سے آنسوؤں کی بڑی بڑی لڑیاں لٹک رہی تھیں اور وہ کسی بڑے ہی دکھ اور کلیش (رنج والم) میں دکھائی دے رہے تھے۔ ان کی چیخ سن کر ان کا ویئد (وزیر تعلیم یا اتالیق اعلیٰ) یا منتری بھی چونک کر اٹھ بیٹھا جو ان کے پاس ہی تندیا (نیند سونا) کر رہا تھا. اس نے بڑے پریم سے تھاپنا دے کر پوچھا۔ راجکمار جی کیا ہوا آپکو کیا کوئی بھیانک سپنا (خوفناک خواب) دیکھا ہے؟ کیا کسی چیز سے ڈر لگا ہے؟ مہاتما جی نے

ٹھنڈی آہ بھر کر کہا: کچھ نہیں منتری جی! دیکھا تو سپنا ہے مگر سپنا نہیں کچھ اور ہے۔ ہاں! کچھ اور ہے۔ منتری نے ان کے سیوا کی بڑی بنتی (گزارش) کی تب مہاتما جی نے کہا: منتری جی تم جانتے ہو کہ میں دھارمک (مذہبی کتابیں) پستکیں بڑے غور سے پڑھتا ہوں اور دھرموں کے بکھیڑوں کی چھان بین کرتا رہتا ہوں۔ تم یہ بھی جانتے ہو کہ میں ایشور بھگتی (خدا کی پرستش) کی بڑی اچھیا (خواہش طلب) رکھتا ہوں اور بھگوان کے چمتکار (خدا کا جلوہ، معجزہ یا نظارہ) دیکھنے کے لئے جنگلوں اور بنوں میں چلا جاتا ہوں۔ اور آج کی کچھ نہ پوچھو! کسی پرم آتما (بہت بڑی روح) نے مجھے اشیرباد دی ہے کہ تمہاری تپسیا (عبادت) پھل (بندگی کا قبول ہونا) ہوئی۔ جاؤ۔ میرے نام کی مالا جپو۔ جو چاہو گے مل جائے گا میرا نام آلیا ہے۔ مجھے ملنا ہو تو میرا مکان پوتر استھان (مقدس مقام۔ کعبہ شریف) میں پھٹی ہوئی دیوار کے پاس ہے۔ میں وہاں تمہیں ایک بالک(۱) کے روپ میں ملوں گا۔ مگر وہ سمے (زمانہ۔ وقت) ابھی بہت دور ہے۔

حضرات غور فرمائے اور بدھ جی کے خواب پر بار بار نگاہ کیجئے کہ ان کی رویا کا ایک ایک لفظ اپنی ترجمانی آپ کر رہا ہے۔ مہاتما جی کے پرم آتما نے کتنے صاف

(۱) بچہ۔ انجیل میں بھی علی کو بچہ کہا گیا ہے۔ لکھا ہے: میں تم کو سچ کہتا ہوں کہ جو کوئی خدا کی بادشاہی کو بچے کی طرح قبول نہ کرے۔ اس میں ہرگز داخل نہ ہوتا (مرقس باب ۸ فقرہ ۱۵)

اور واضح الفاظ میں اپنا نام اور مقام ظاہر کیا ہے۔ آلیا یعنی علی جو عبرانی کے ایلیا یا ایلی کے مترادف ہے۔

پھر اس فقرہ پر توجہ کیجئے:

مجھے ملنا ہو تو میرا مکان پوتر استھان میں پھٹی ہوئی دیوار کے پاس ہے۔ وہاں میں تمہیں ایک "بالک" کے روپ میں ملوں گا۔

فرض کیجئے کہ پوتر استھان (پاک جگہ) اور بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن اس کی نشانی یہ بتائی ہے کہ اس (کعبہ) کی دیوار پھٹے گی اور میں وہاں بالک کے روپ میں یعنی ایک بچے کی صورت میں ملوں گا۔ کیسے صریح لفظوں میں حرم کے اندر ولادت پانے کا اظہار فرمایا گیا ہے۔

؎ اب بھی اگر گماں ہو تو اس کا ہے کیا علاج

علاوہ بریں اپنا نام اور مقام بتانے کے ساتھ ہی ساتھ بدھ جی کو اپنے عظیم الشان مرتبہ سے بھی روشناس کروایا ہے۔ اور ہدایت فرمائی ہے:

"میرے نام کی مالا جپو۔ جو چاہو گے مل جائے گا۔"

علیؑ سے عقیدت اور تولّی رکھنے والا کون نہیں جانتا کہ آپ ہر دکھ کی دوا اور ہر مشکل میں حاجت روا ہیں۔ اگر خلوص دل سے حضور کا دامن پکڑا جائے تو انشاء اللہ بلا تاخیر مشکل کشائی ہوتی ہے۔ اور مانگنے والے کو درِ علیؑ سے سب کچھ ملتا ہے۔

بدھ جی نے اپنا خواب ابھی پوری طرح بیان نہیں کیا ہے۔ آگے چل کر وہ اپنے سپنے کا باقی حصہ یوں دوہراتے ہیں:

منتری! یہ کہہ کر اس نے ایک چمکتی ہوئی تلوار نکالی

اور گرجدار آواز میں کہا۔ دیکھ! میں سنگھ (۱) ہوں۔ مجھے پرمیشور (۲) نے سنگھ بنا کر بھیجا ہے۔ جا سنسار کو پاپوں اور پرادھوں (۳) سے روک۔ من کے روگ ہٹا۔ ہردے (۴) کو ستھرا کر۔ پرالبدھ (۵) ٹھیک ہو جائے گی۔ میرے مہاراج (۶) آنیوالے ہیں ان کا کہنا مان۔ اور میرے مہاراج کے مہاراج کا بھی۔ دیکھ! دیکھ میں تجھے اپنا گولا (۷) اور چیلا (۸) بنا کر اس ملک کی شودھنا (۹) کے لئے بھیجتا ہوں۔ دھوکہ نہ کھانا۔ کبھی کشٹ (۱۰) کٹھن آجائے تو میرا نام جپنا۔ میں پہنچ جاؤں گا۔

بدھ جی کے خواب کا یہ حصہ اور بھی قابل غور ہے۔ جناب آلیا۔ ایلی ان کو اپنی تلوار (ذوالفقار) دکھا رہے ہیں۔ اور پھر اپنا خطاب یا لقب بھی بتا دیا ہے۔ ''میں سنگھ ہوں پرمیشور نے مجھے سنگھ بنا کر بھیجا ہے۔'' یہ اسد اللہ الغالب یا شیر خدا کے ہم پلہ الفاظ ہیں۔ یعنی میں خدا کا شیر بن کر آیا ہوں۔ کوئی بتائے کہ علیؑ کے سوا کون شیر خدا کہلایا۔ آدمؑ سے لیکر آج تک کی تاریخ انشاء اللہ نفی میں سر ہلائے گی۔

اس سے اگلا فقرہ ملاحظہ فرمایئے۔

میرے مہاراج آنیوالے ہیں۔ ان کا کہنا مان اور میرے مہاراج کے مہاراج کا بھی۔

اس فقرے میں جناب ایلیا نے بدھ جی کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا مژدہ سنایا اور کہا کہ ان کا ظہور کسی وقت ہونیوالا ہے۔ وہ تمام بادشاہوں کے

---

(۱) شیر (۲) خدا (۳) جرموں اور گناہوں (۴) دل (۵) قسمت (۶) سب سے بڑا راجہ یا شہنشاہ (۷) غلام (۸) مرید (۹) تزکیہ و تصفیہ نفس (۱۰) مشکل مصیبت

بادشاہ ہوں گے ان کی تعلیم پر چلنا پڑے گا۔ اور ان کے مہاراج خداوند قدوس کے احکام پر سر جھکانا ہوگا۔ (اس کی تفصیل آپ کو اگلی سطور میں ملے گی)۔

ذرا اس سے آگے بڑھیئے۔ حضرت ایلیاؑ مہاتما بدھ سے فرماتے ہیں۔

میں تجھے اپنا گولا اور چیلا بنا کر ملک کی شودھنا کے لئے بھیجتا ہوں۔ دھوکہ نہ کھانا۔

یعنی میں نے تجھے اپنا غلام اور مرید بنا کر اس ملک کے تصفیہ و تزکیہ کے لئے مقرر کیا ہے۔ اور خبردار کیا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی اور شخص ایلیا بن کر تجھے دھوکا دے جائے۔ میرے اصلی اور حقیقی رنگ میں تمہارے سامنے آنے کی صرف اور صرف یہ علامت ہوگی کہ جب بھی کسی مشکل یا مصیبت میں یاد کرو گے تمہاری مدد کو فوراً پہنچ جاؤں گا۔

ایک اور لطیف نکتہ بھی قابل توجہ ہے کہ مہاتما بدھ جی کو اکثر ''ساکی متی'' بھی کہا جاتا ہے۔ لفظ ''ساکی'' کے معنی بھارت کی قدیم زبانیں سنسکرت، ہندی، بھاشا، ناگری، شاکھا، مرہٹی، مدراسی، گجراتی وغیرہم کچھ ہی کریں مگر ہم تو یہی سمجھیں گے کہ مذکورہ زبانیں چونکہ ''قاف قرشت'' سے محروم ہیں۔ اس لئے وہ اس کے بجائے کاف کلمن استعمال کر کے ''ساقی'' کو ''ساکی'' لکھتی ہیں۔ پس بدھ جی کو بشارت دینے والے از بسکہ ایلیا ہیں۔ اور وہ ''ساقی کوثر'' بھی کہلاتے ہیں۔ لہٰذا ''ساکی متی'' کے معنی ہوئے۔ وہ راہنما(۱) جسے ساقی کوثر نے مقرر کیا ہے۔ کیونکہ اسی نے بدھ جی کو اپنا گولا

---

(۱) دنیا کی اصلاح وہدایت کے لئے ہر ملک وقوم میں ریفارمر بھیجے جاتے رہے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم سے بھی ثابت ہے کہ ''ولکل قوم نذیر ولکل قوم ھاد'' ہر قوم میں ڈرانے والے اور ہدایت دینے والے مقرر کئے گئے۔ ہندوستان کے رشیوں، منیوں، مہاتماؤں، اور اوتاروں کے حالات کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان میں سے کسی نے بھی بت پرستی اور کفر وشرک کی تعلیم نہیں دی۔ بعد میں ان کی تعلیمات مسخ ہوگئیں اور ایک خدا کو منوانے والے خود مشرکین کے معبود بنا لئے گئے۔ العیاذ (محمود گیلانی)

اور چیلا بنا کر بھیجا تھا۔
نے پیروی قیس نہ فرہاد کریں گے۔ ہم طرز جنوں اور ہی ایجاد کریں گے۔

اب سن لیجئے کہ بدھ جی ایک دفعہ سخت مشکلات میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ایک تو جسمانی تکلیف باعث رنج وملال ہوئی۔ دوسرے عوام کی مخالفت نے انھیں اور بھی پریشان کر دیا تھا۔ برہمنوں اور اونچی ذات کے مہنتوں، پروہتوں وغیرہ نے تو ان سے خوب عداوت بڑھائی اس لئے کہ بدھ جی تعلیمات (توحید الہی، مساوات، اتحاد اقوام، رحم وکرم اور عدم تشدد وغیرہ) نے مخلوق خدا کا خون چوسنے والے خود ساختہ جھوٹے رہنمایان مذہب کے اباطیل واکاذیب کی بنیادیں ہلا دیں اور وہ اپنے سر پیٹتے رہ گئے۔ پس انھوں نے بدھ جی پر ظلم توڑنا شروع کر دیئے اور ان کے مشن کو ناکام بنانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ بدھ کے لئے اس سے زیادہ اور کیا مصیبت ہو سکتی تھی؟ باوجودیکہ وہ دنیاوی تعلقات سے الگ ہو گئے تھے۔ اور عالم کون وفساد کی ہر شے کو تیاگ کر بن میں جوت لگائے اور الکھ جگائے مالک حقیقی کی یاد میں محو رہتے تھے۔ مگر شدید مخالفت اور بدترین عداوت سے انھیں دوچار ہونا پڑا۔ اس وقت انھوں نے یہ دعا فرمائی:

اے(۱) اپنے پیاروں کے پیارے۔ اے ایلیا اے سب پر غالب(۲) آنیوالے! آ۔ اور اپنا جلوہ دکھا۔ میری دستگیری کر۔ اے پرماتما(۳) کے شیر دنیا کی لومڑیاں مجھے کھانا چاہتی ہیں۔ تجھے اس کی قسم جس کا تو دست وبازو(۴) ہے تجھے اس کی قسم جس کی شکتی(۵) تیرے اندر ہے۔ میری مشکل کشائی کر تیرا

---

(۱) مطلوب کل طالب (۲) غالب علیٰ کل غالب (۳) اسد اللہ (۴) اس سے مراد قوت اللہ اور

وعدہ ہے کہ مصیبت پر پہنچوں گا۔ اب امداد کا وقت ہے۔ آ جلدی آ۔ ورنہ میں برباد ہو جاؤں گا۔ تیرا نام (۱) وہ ہے جو پرم آتما کا ہے۔ آ! کہ تجھے دیکھنا ہزاروں پرارتھنوں (۲) کے برابر ہے تو بھگوان جی کا چہرہ ہے۔ میرے پیارے تو سب کچھ ہے اور میں تیرے سوا کچھ بھی نہیں تو سب کچھ دیکھ رہا ہے۔ سب حال تیرے سامنے ہے اور میری تکلیفوں کا تجھ کو علم ہے۔ تو ہی ان کو دور کر سکتا ہے۔ اوم آلیا۔ اوم آلیا۔ اوم آلیا (۳)...

اس دعا کی تفصیل میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ ایک ایک لفظ اپنی وضاحت کر رہا ہے۔ البتہ اس کا نتیجہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ دعا نے قبولیت کا لباس پہنا اور مشکلکشا نے بدھ جی کا ہاتھ پکڑا۔ دنیا جانتی ہے اور تاریخ اس پر پردہ نہیں ڈال سکتی کہ بدھ کو اس کی بدولت کس قدر کامیابی ہوئی۔ عوام تو رہے درکنار بھارت کے راجوں مہاراجوں نے ان کا مذہب قبول کیا۔ اور پھر ہندوستان کے علاوہ بدھ مذہب لنکا، برما، آسام چین، سیام اور تبت وغیرہ ایسے دور دراز ملکوں میں پھیل گیا۔ اور یہ سب جناب ایلیا علیہ السلام کی ذرہ نوازی اور کرم فرمائی ہے۔ گو موجودہ بدھ مذہب کو بدھ کی اصلی یعنی ابتدائی تعلیمات سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ جس طرح کہ جناب عیسیٰ

(۱) علی۔ جو خدا کا نام بھی ہے اور مرتضیٰ کا بھی

(۲) النظر علیٰ وجہہ علی عبادہ۔ علی کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے (حدیث رسولؐ)

(۳) بدھ جی کی یہ دعا جو "بدھ یوگیا کے نام سے معروف ہے۔ بدھ مذہب کی اکثر کتابوں میں مذکور ہے۔ رسالہ "بدھ گیان" مصنفہ رام نرائن بنارسی مطبوعہ ۱۹۳۱ء کے صفحہ ۵۷ پر اس دعا کے ساتھ ایک چینی کتاب کے حوالے سے لکھا ہے کہ بدھ نے ذیل کے الفاظ بھی کہے تھے۔ "اپنے ی تیریا کے واسطے میری مدد کر"۔ اپنی پاک اولاد کے واسطے سے مجھے نجات دے اور اپنے پاک نام سے میری لاج رکھ۔ ی تیریا کے معنی ہیں رحمت والا۔ رحمت اللعالمینؐ۔ اس کا تھوڑا سا تذکرہ

آگے چل کر اسی مضمون میں ملے گا۔(محمود)

علیہ السلام اور جناب موسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کو بدل ڈالا گیا ہے۔اسی طرح بدھ کی تعلیمات بھی نہ بچ سکیں۔

لیجئے بدھ جی مہاراج بستر مرگ پر دراز ہو گئے۔اب وہ چند لمحوں کے مہمان نظر آتے ہیں۔ان کا سب سے محبوب چیلا اور خاص الخاص مرید ''آنند'' ان کی سیوا میں بیٹھا ہے۔اور ان کی نازک حالت دیکھ کر زار و قطار رو رہا ہے۔جب بدھ جی نے اس کا یہ حال دیکھا تو اس کو بہت تسلی دی اور مسکراتے ہوئے کہا:

پیارے آنند غمگین نہ ہو۔آنسو مت بہا۔میں تجھے کتنی ہی مرتبہ پہلے بتا چکا ہوں کہ اپنی مطلوب و محبوب اشیاء کو چھوڑنا اور اس دنیا کی ہر چیز سے جدا ہونا انسانی فطرت میں داخل ہے۔اگر میں جا رہا ہوں تو یہ کوئی انوکھی بات نہیں۔

آنند نے عرض کیا:۔

مہاراج آپ کے بعد ہمارا کون والی ہوگا اور کون تعلیم دیگا۔

بدھ جی نے جواب دیا:

آنند خوب یاد رکھ دنیا میں صرف میں ہی بدھ بن نہیں آیا ہوں اور نہ میں اس سلسلے کو ختم کرنے والا ہوں جب وقت آئیگا تو ایک دوسرا بدھ مبعوث ہو گا۔جو خدا کا نور ہو گا۔بہت ہی مقدس و مطہر،اس کو حکمت کا وافر حصہ دیا جائے گا۔وہ اقبال مند ہو گا۔اسرار کائنات کا عالم،نسل انسانی کا بینظیر ہادی و مصلح،جن و انس کا معلم وہ ان ہی صداقتوں کو تم پر ظاہر

کرے گا جو میں نے تم کو سکھائی ہیں۔ وہ اپنے دین کی تبلیغ و اشاعت میں ہر لحظہ مصروف رہے گا۔ جو فی الحقیقت نہایت شاندار ہوگی۔ وہ اپنے حیرت انگیز کمال اور انتہائی عروج کی وجہ سے پر شکوہ اور صاحب و جمال و جلال ہوگا۔ اس کی تعلیم زندگی کی روح اور اس کی تربیت کامل و اکمل صاف و پاکیزہ اور بے عیب ہوگی۔ اگر میرے شاگردوں کا شمار سینکڑوں تک ہے تو اس کے شاگردوں کے اعداد ہزاروں تک ہوں گے۔ اور وہ ''می تیریا'' کے پاک نام سے معرف ہوگا۔ (۱)

آنند نے ''می تیریا'' کی وضاحت پوچھی تو مہاتما جی بدھ نے کہا:

اے آنند می تیریا وہ ہے جو تمام رشیوں اور منیوں اور تمام مبعوث ہونے والوں کا سلسلہ ختم کر دے گا۔ اس کے سر پر ایک پنج پہلو تاج (۲) ہوگا جو سورج اور چاند کی طرح چمکتا ہوگا۔ اس کے سب سے بڑے ہیرے کا نام آلیا ہے۔ یاد رکھ یہ تمام پاک جسم ابتداء سے پیدا ہو چکے ہیں۔ مگر ان کے ظاہر ہونے میں ابھی دیر ہے۔ ظالم لوگ اس کے موتیوں کو سخت نقصان پہنچائیں گے۔ اور ان کو برباد کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں گے۔ مگر مالک اس کے نام اور اس کے کام اور اسکی نسل کو دنیا

---

(۱) ملاحظہ ہو کتاب ''بودھیا کاش'' مولفہ وید شاستری لالہ ہرگوبند الوجیا مطبوعہ سرسوتی پریس بمبئی۔

(۲) مہاراجہ رام چندر جی نے بھی اجودھیا کے شاگردوں سے کہا تھا کہ وہ راجوں کا راجہ اپنی روشنی کے ساتھ ظاہر ہوگا جس کے ساتھ بڑا گروہ ہوگا۔ وہ پانچ کنگروں والا تاج پہنے گا۔ اور اس کے سب سے بڑے کنگرے کا نام اہالیایا (ایلیا) ہوگا (اجودھیا کابن باسی) مصنفہ شنکر داس مطبوعہ آگرہ ۱۹۲۳ء۔

کے خاتمہ تک باقی رکھے گا۔آنند میری اور تیری طرح
کروڑوں لوگ اس کے انتظار میں تھک جائیں گے۔مگر خوش
نصیب وہی ہو گا جو اسکا اور اس کے ساتھیوں کا ساتھ دے گا۔
اب میں اس سے زیادہ تجھے کچھ نہیں بتا سکتا۔

مہاتما بدھ کی اس وصیت میں سب سے پہلے حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور پر نور کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ اور آپ کے اوصاف گرامی بیان کرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رحمانی وقرآنی خطاب بھی بتا دیا گیا ہے۔ ''می تیریا'' یہ سنسکرت زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنی ہیں بہت مہربان اور رحمت والا۔ وما ارسلنٰک الا رحمۃ اللعالمین کے مفہوم کے مطابق کسی نبی یا رسول کو اللہ کی طرف سے رحمت۔ رحمت عالم یا رحمۃ اللعالمین کے خطاب سے مخاطب نہیں کیا گیا۔ بدھ جی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ''می تیریا'' کہہ کر آپ کی ایک بہت بڑی فضیلت بیان کر دی ہے۔ وصیت کے دوسرے حصے میں بدھ جی نے جناب رحمۃ اللعالمین کی ایک صفت یہ بتائی ہے کہ وہ تمام انبیاء ومرسلین کا خاتم ہو گا۔ اور اس کے سر پر ''پنج پہلو تاج'' ہو گا۔ اس سے پانچ نفوس پاک مراد ہیں۔ یہ بھی کہا ہے کہ وہ تاج سورج اور چاند کی طرح چمکتا ہو گا۔ یہاں حضور کی حدیث انا کالشمس و علی کالقمر کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور القمر (علی) کو ہیرے سے تشبیہ دیکر ایک بار پھر آپ کا نام آلیا۔ ایلیا بتا دیا ہے۔ کہ ان کی اولاد کے ساتھ سخت ظلم وستم کئے جائیں گے۔ اور اس کا نام ونشان تک مٹانے کی کوشش کی جائے گی۔ مگر خداوند کریم ایلیا کے نام، کام اور نسل پاک کو قیامت تک باقی رکھے گا۔ آخر میں بدھ جی مہاراج کہتے ہیں:

خوش نصیب ہو گا وہ جو اس کا اور اس کے ساتھیوں کا ساتھ

دے گا۔

یہ فقرہ زیادہ محتاج تشریح نہیں ہے اور اگر وضاحت کی ضرورت ہے تو خود غور کیجئے کہ "نبیؐ اور علیؑ" کے پاک ساتھی کون ہیں؟

وَ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ

(۲۱:۵۹)

اور یہ مثالیں ہم لوگوں (کے سمجھانے) کے لیے بیان کرتے ہیں تا کہ وہ غور کریں



☆☆☆☆☆